سوانح عمری بطور ایجاز حضرت مؤلف علیہ الرحمۃ والغفران

اُٹھ گئیں ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں		روئیے کس کے لئے کس کس کا ماتم کیجئے	

اے حضرات اس مجموعۂ دین و ایمان کے مؤلف فاضل اجل مولانا الجلیل الفخیم مولوی مفتی حکیم محمد عبد الکریم صاحب غفر اللہ لہ میرے اُستاد تھے اور یہی واسطہ اس مختصر سوانح عمری کے لکھنے کا باعث ہوا +

دوسرے یہ بھی سبب تھا کہ اس کتاب کے دیباچہ میں حضرت مؤلف کے حال کی کم و بیش کچھ تصریح بھی نہ تھی جس سے ناظرین کو کلی یا جزوی واقفیت حاصل ہوتی بناءً علیہ مناسب سمجھا گیا کہ کسیقدر احوال جناب موصوف بطور ایجاز اس نسخہ کے ضرور شامل کردیا جاوے +

مولوی صاحب ممدوح کے والد ماجد کا نام حافظ عبد الوہاب تھا قوم سے شیخ فاروقی تھے دہلی آپکا ماوا و ملجا تھا خانم کے بازار میں آپ رہا کرتے تھے بتاریخ چہارم شعبان ۱۲۳۵ھ ہجری چہارشنبہ کے دن مطابق جیٹھ سدی ۶ سمت ۱۸۷۵ بکرمی ۳۰ پل شب باقیماندہ کو عالم ارواح سے عالم اجسام کی طرف قدم رنجہ فرمایا +

جسم کے ہلکے پھلکے تھے گندمی رنگ تھا سر پر تھوڑے تھوڑے بال تھے میانہ قد تھا جب کہیں آتے جاتے تھے تو سر پر چھوٹا سا عمامہ باندھا کرتے تھے ٹانگوں میں اکثر ڈھیلا پائجامہ رہا کرتا تھا گھر میں دو پلڑی ٹوپی ململ وغیرہ کی اوڑھے رہا کرتے تھے +

آپکی دو شادیاں ہوئیں اول دفعہ مرزا عباد اللہ بیگ صاحب خوشنویس کے ہاں جو میر صاحب مرحوم کے بڑے شاگردوں میں مشہور ہو گزرے ہیں ان بیوی کے گزر جانے پر دوسری مرتبہ حکیم سید معزز علیخان عرف حکیم میرن صاحب دہلوی کے ہاں شادی ہوئی +

حکیم میرن صاحب موصوف دہلی میں مشہور طبیب تھے حبش خاں کے پھاٹک میں سکونت تھا شاہی ملازم تھے +

ان بیوی سے ایک صاحبزادے مولوی حکیم محمد عبد الرحیم صاحب جو میرے خلیفہ ہوتے ہیں بعد کو نوجوان موجود ہیں +

آپ فرمایا کرتے تھے کہ فارسی کی متداولہ کتابیں میں نے اپنی والد ماجد سے پڑھیں اور انشاپردازی کی مشق بھی انہیں سے کی + چونکہ مبدءِ فیاض سے طبیعت عمدہ پائی تھی جب بہت کچھ پڑھ چکے تھے پھر کیا تھا فارسی سے فرصت پاکر حسب مقولہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رح ع کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی - علوم اور فنون کی تحصیل پر کمر باندھی اور اپنے عمر کے بڑے حصّے کو طالب علمی میں صرف کیا اور دہلی میں اپنے وقت کے بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کی خدمت اور درس میں حاضر ہوکر قرأت

اور شاعت کی اور وہ وہ علوم جنکا آج نام ہی نام باقی رہگئے ہین حاصل کئے اور اپنی محنت اور مشقت کی بدولت نام آور ہوئے
طب حکیم حسن بخش خانصاحب عرف حکیم گوڑیا تھانیسری سے جو دہلی مین حضور سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ کیطرف سے صاحب عالم
مرزا فخرالدین بہادر کی سرکار مین عہدۂ طبابت پر مامور تھے حاصل کی وجہ تسمیہ اس گوڑیا کی یہ ہے کہ حکیم صاحب
ممدوح ہمیشہ اپنے چہرہ کو چھپائے رکھتے تھے اور بجز آنکھ ناک کے آپکے چہرے سے کوئی عضو مرئی نہین ہوتا تھا اسی نظر
سے بیگمات اہل قلعہ اس نام سے آپکو یاد کیا کرتی تھین اور شہر مین حکیم اوڑھنی والے مشہور تھے +

پھر بعد انفراغ تحصیل طب جناب مولوی صاحب نے کچھ دنون مطب حکیم نصر اللہ خانصاحب وصبال خلف حکیم ثناء اللہ خان
صاحب فراق تلمیذ ارشد جناب حکیم محمد شریفخانصاحب دہلوی کی خدمت مین کیا حکمت اور منطق کی کتابین
فاضل اجل حضرت مفتی صدرالدین احمد خانصاحب آزردہ تخلص سے ملاحظہ کین حدیث اور فقہ کو جناب مولوی شاہ
محمد اسحٰق صاحب نور اللہ مرقدہ سے حاصل فرمایا اور اکثر رسالے علوم اور فنون متفرقہ کے متفرق طور پر دہلی مین کملای
وقت سے دیکھے اور پڑھے چنانچہ علم معانی سے آگاہ تھے اوفاق و تکسیر مین دستگاہ تھی جفر کے بعض بعض قاعدون
اور ہیئت اور ہندسہ سے ماہر اور واقف تھے کسیقدر فارسی شعر گوئی کا بھی ذوق رکھتے ایکروز اپنا ایک قصیدہ
فارسی کہا ہوا مجھکو بھی دکھلایا تھا فارسی نثر کی ترکیب اچھی تھی مگر اردو کا رنگ قدیم طرز کا تھا +

فرمایا کرتے تھے کہ دہلی مین ہنگام طالبعلمی اچھے اچھے طالب علمون سے علمی مباحثہ ہوا کرتا تھا اور اکثر علماء اور کملاء وقت
میرا امتحان لیا کرتے تھے اور خوب خوب وکد ہوا کرتی تھی ایکروز حکیم امام الدین خانصاحب نے (زبان فارسی) کے معالجہ
مین ایک سوال کیا اور مین نے اُسکا جواب دیا کہ حکیم صاحب نے اُسکو پسند فرمایا +

ایک دفعہ عند المکالمہ راقم کے عمو صاحب قبلہ حاجی حکیم محمد زکریا بیگ صاحب مد ظلہ نے جناب مولوی صاحب کے علو
استعداد کے ثبوت مین فرمایا کہ غدر سے پہلے اکبرآباد مین عربی کالج قائم ہوا اور معاونین مدرسہ نے جناب مفتی محمد
صدرالدین خانصاحب مرحوم مغفور سے درخواست کی کہ آپ اپنے تلامذہ وغیرہ مین سے کوئی عالم ہمکو دین مفتی صاحب نے جناب مولوی
صاحب اور مولینا محمد نور الحسن صاحب شاگرد رشید حضرت مولوی محمد فضل حق صاحب دہلوی کو وہان بھیجنے کے واسطے
تجویز فرمایا اور دونو حضرات کا امتحان لیا گیا +

المختصر بعد تکمیل تحصیل ریاست بلبگڈھ مین حکیم حسن بخش صاحب کے صاحبزادے حکیم عبدالحق صاحب کی وساطت سے
عہدۂ طبابت پر مامور فرمائے گئے اور تخمیناً پندرہ بیس برس تک اسی ریاست مین رہے غدر کے بعد مہاراجہ
شیودان سنگھ جی بیکنٹھ باشی کے عہد مین ہمارے شہر نامور الور مین تشریف لائے۔ اور محکمۂ اجلاس خاص مین سررشتہ

کا کام تفویض ہوا مگر افسوس کہ ناقدردانی والی ریاست سے وہ عظمت کہ جو ہونی چاہیئے تھی نہ حاصل ہوئی بفضلہ تعالیٰ مہاراجہ
ممدوح ابعہد مہاراجہ دھیراج سوائی منگل سنگھ صاحب بہادر (جی سی ایس آئی) آپ راج کی مفتی گری پر مامور فرما گئے
ابتدائے تعلیم سے انتہائی عمر تک آپکو کتاب بینی کا نہایت شوق رہا مین نے اچھی طرح دیکھا کہ کوئی وقت خاص ہی
ایسا ہوتا ہوگا کہ مولوی صاحب کے ہاتھون سے کتاب علیحدہ رہتی ہو یا انکی آنکھون سے دور ہوتی ہو اکثر صبح کے وقت درپر
کے واسطے طلبائے شہر حاضر ہوا کرتے تھے کوئی فارسی کی بڑی بڑی کتابین پڑھا کرتا تھا کوئی عربی کی صرف و نحو
دیکھا کرتا تھا بعض بعض طالب علم نے طب اور منطق اور حدیث اور فقہ وغیرہ وغیرہ کی مولوی صاحب سے پوری تکمیل و تحصیل کی +
آپ بڑی دل نہادی کے ساتھ ہر امیر اور غریب چھوٹے بڑے کو درس دیتے تھے اور اسپر طرہ یہ کہ بے شائبہ مفاد
وطمع دنیوی خالصًا و مخلصًا سرگرم افادہ رہتے +
یہ بے پروائی خداداد تھی کچھ اس سے ہوا بندی یا گرم بازاری کا منشا نہ تھا اور اسی استغنا کے باعث ذرا سی بھول
اور ادنی سی چوک مین تلامذہ پر ناراض ہو جایا کرتے تھے مزاج بالکل بھولا بھالا سا تھا عداوت اور بغض کی ہوا پاس
ہو کر بھی نہین نکلی تھی گویا اس شعر کے مصداق تھے ع آزادہ رو ہون اور مرا مسلک ہے صلح کل ہرگز کبھی کسی سے
عداوت نہین مجھے +
زیادہ ملنا جلنا خلاء ملاء پسند نہین کرتے تھے شہر مین صرف چند متعدد جگہ ہی آپکی آمدورفت تھی وہ
بھی گاہے ماہے تعلّی یا خودنمائی بالکل مزاج مین نہ تھی +
مین نے آپکو علاج معالجہ کرتے ہوئے بھی دیکھا مگر مریضون کی رجوعات خال خال رہا کرتی تھی اکثر
معالجے آپنے اچھے اچھے کئے جو شہر مین مشہور ہین +
تصنیف و تالیف کا بھی شوق تھا مختلف علمون مین آپکی تالیفات موجود ہے چنانچہ بحران کے بیان
مین ایک بہت بڑی کتاب لکھی۔ ہندسہ مین (تثلیث زاویہ حادہ) بزبان فارسی ایک رسالہ تحریر فرمایا +
یہ رسالہ مطبع انصاری دہلی مین آٹھ برس کا عرصہ ہوا کہ جب چھپ بھی چکا ہے شائقین ملاحظہ فرماوین
اور اسی رسالہ پر کسی صاحب نے خان بہادر مولوی محمد انوار الحق صاحب میر منشی رزیڈنٹی راجستان
سلمہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے دو اعتراض فرمائے تھے کہ انکے جوابات بھی حضرت مولوی صاحب نے
بہت معقول دیئے +
اسیطور ہیئت مین تشریح الافلاک کی شرح اردو کی۔ بلاغت مین (ریاض البیان) چند جزو کی کتاب

تحریر فرمائی فارسی کے اضافات مین بھی ایک رسالہ یادگار ہے علاوہ انکے اور بہت سی تصانیف ہین + جنمین اکثر اُن تالیفات و تصنیفات کے اختتام کی تاریخین بھی نکالکر ہر ایک نسخے پر لکھدی ہین اور انشاء اللہ تعالیٰ بشرط زندگی جو کتاب آپکی طبع ہوگی مین اُسکی تاریخ طبع بھی ضرور لکھونگا + آخر کار بقول شاعر ؎ لائی حیات آئے قضا لیچلی چلے + اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے +

جناب مولوی صاحب نے بعارضۂ تپ دق ۷۳ سال کی عمر شریف پاکر بتاریخ ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء روز پنجشنبہ وقت بارہ بجے دن کے اِس جہان ناپائدار سے عالم جاودانی کو انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

صاحب فراق تلمیذ ارشد جناب نسیم

	الٰہی برآن تربت نامذر رحمت		بفضلت تو باران رحمت ببار

آپکا جسوقت یہ واقعہ ہوا ہے اور جنازہ کو لیکر چلے ہین اُسوقت ابر سیاہ محیط آسمان تھا گویا اُسنے لباس ماتمی پہن رکھا تھا اور پھوارین پڑرہی تھین یعنی اشک غم اسکا آنکھون سے گر رہے تھے جنازہ کے ساتھ دو سو آدمی کے قریب افسوس ہزار افسوس کا وظیفہ پڑھتے چلے جاتے تھے +

شہر کے باہر لال دروازے کے قریب مور سرائے اور کیڈل گنج کے پاس بھونرا شاہ کے تکیے مین جہان اکثر لوگ مدفون ہین آپکو دفن کیا۔ راقم سراسیمہ حال نے آپکی تاریخ وفات کے جو چار مصرعے موزون کئے تھے وہ بنظر یادگار یہانپر درج کیئے جاتے ہین۔ وہو ہذا ؎

	سدھارے وہ جنّت الخلد کو		مرے تھے جو استاد عبد الکریم
	اُسیوقت تاریخ رحلت فصیح		یہ لکھی ہوا ہائے مرگ عظیم

۱۳۰۸ ھ

مین بھی بعد اظہار افسوس و ملال اِس واقعہ و دعائے مغفرت حضرت مولینا و مخدومنا کے شکریہ اِس امر کا بدرگاہِ جناب باری ادا کرتا ہون کہ آپکی آسامی مفتی گری آپکے لائق فرزند و شاگرد مولوی منشی محمد عبد الرحیم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اپنی خوش قسمتی کی بدولت راج سے مقرر فرمائے گئے اور یہ عہدہ مفتی گری اُنکو تفویض ہوا اللہم زد فزد +

محررہٗ احقر محمد عمر اللہم حفظہ من الشر والضرر خلف الصدق

حضرت حکیم محمد یحییٰ بیگ صاحب دہلوی ملازم

قدیم راج الور فقط